حضرت خلیفۃ المسیح کی طرف سے مولوی محمد علی صاحب کی چٹھی کا جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مکرمی مولوی صاحب:۔ السلام علیکم۔ آپ کا ایک مطبوعہ اعلان جس میں آپ نے مجھے اور میرے مبائعین کو لاہور آنے کی دعوت دی ہے مجھے ملا۔ مجھے تعجب ہے۔ کہ جہاں آپ کو یہ معلوم ہوا کہ اس سال ہم نے جلسہ مارچ تک ملتوی کر دیا ہے۔ وہاں آپ کو اس کے ساتھ ہی یہ معلوم نہ ہوا۔ کہ جلسہ کی التوا کی وجوہ کیا ہیں۔ کیونکہ اگر آپ ان وجوہ کو مدنظر رکھتے اور حق جوئی آپ کے مدنظر ہوتی تو کبھی ایسا اعلان شائع نہ کرتے جیسا کہ اخبارات میں شائع ہو چکا ہے۔ جیسا کے اس سال ملتوی کرنے کی یہ وجہ ہے۔ کہ

(۱) تو ابھی ملک میں ایک سخت وبا پڑ چکی ہے۔ بلکہ بعض حصص ملک میں ابھی تک پڑی ہوئی ہے پس خطرہ ہے کہ بیماری سے تازہ اٹھے ہوئے لوگ سفر کی تکلیف نہ برداشت کر سکیں۔ یا اجتماع سے پھر کسی قسم کی تکلیف ہو جاوے۔

(۲) قحط سالی کے اخراجات۔ جن کے ساتھ بیماری کے اخراجات مل گئے ہیں پس ضروری سمجھا گیا کہ جب تک ایک عرصہ نہ گذر جاوے کہ لوگ اپنی صحت میں ترقی کر لیں۔ اور جو بار خرچ ان پر پڑ چکا ہے۔ وہ ہلکا ہو جاوے۔ اس وقت تک جلسہ نہ کیا جاوے۔

اب ان وجوہ کے اعلان کے باوجود آپ کا یہ لکھنا کہ اس موقعہ پر مبائعین اور میں یا میرا قائمقام لاہور آویں۔ اگر ایک چالاکی نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ آپ بڑی مہربانی سے کھانے کے متعلق تو دعوت دیتے ہیں۔ مگر دوسری مضرتوں۔ اور اخراجات کا کون ذمہ وار ہوگا۔ پھر اس قحط سالی میں دو دفعہ اخراجات غربا کس طرح برداشت کریں گے۔ اگر لاہور آویں تو دوبارہ قادیان آنا مشکل ہوگا علاوہ ازیں احقاق حق کا یہ کونسا طریق ہے۔ کہ ایک جلسہ میں تو آپ اپنی تقریر کریں۔ اور اس کے تین ماہ کے بعد ہم اس کے ذہر کا

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی پرنٹر پبلشر شائع ہوا

ازالہ کریں لکھیا آج تک کسی راستباز نے اس تجویز کو منظور کیا ہے؟ پس اگر آپ میں کچھ بھی صداقت کا پاس ہے۔ تو اس قسم کی چالاکیوں کو ترک کرکے ایک مجلس مناظرہ کا فیصلہ کریں۔ جس میں اصل اختلافی مسائل پر برابر حقوق کے ساتھ گفتگو ہو جاوے۔ اور ایسے مقام پر ہو کہ وہ ہم دونوں کے لئے برابر ہو۔ اس میں ہمارے آدمی بھی شامل ہوں اور آپ کے بھی۔ اگر یہ بات آپ کو منظور ہو تو اپنے کسی معتبر کو اس کام کے لئے مقرر کرکے مجھے اطلاع دیں۔ جو فیصلہ شرائط میں آپ کا قائمقام ہو۔ میری طرف سے مولوی فضل الدین صاحب پلیڈر ہونگے ؞

خاکسار مرزا محمود احمد قادیان۔ ۱۰ دسمبر ۱۹۱۸ء

نوٹ۔ گو آپ نے اپنے جلسہ میں ہم کو اعتراض کرنے کا موقعہ دینے کا ذکر کیا ہے۔ لیکن ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے۔ کہ اول تو اعتراض کو بیان کرنے کے لئے وقت بہت کم ہوا کرتا ہے۔ علاوہ ازیں آخری تقریر مدعی کی ہوتی ہے۔ پھر سب سے بڑی بات یہ کہ صرف اعتراض کرنے سے پوری طرح کسی زہر کا ازالہ نہیں ہوا کرتا۔ اور نہ ہی اس سے سامعین کی پوری پوری تشفی اور تسلی ہوا کرتی ہے۔ جب تک معترض علاوہ خصم کے دلائل کو توڑنے کے اپنے معتقدات کو مفصل طور پر معہ دلائل نہ بیان کرے۔ لیکن اس کے لئے آپ تین ماہ بعد کا وقت مقرر کرتے ہیں ؞

وی پی

۲۸ دسمبر کا الحکم سالانہ قیمتوں کے لئے وی پی ہوگا۔ سب احباب تیار رہیں۔

ایڈیٹر

جلسہ سالانہ کے متعلق نہایت ضروری اعلان

تمام احمدی احباب کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ امسال سالانہ جلسہ دسمبر کے آخری ہفتہ میں نہیں ہوگا بلکہ اپریل ۱۹۱۹ء میں ایسٹر کی تعطیلات کے موقعہ پر ہوگا۔

جو احباب اس اعلان کو پڑھیں انہیں چاہیئے کہ اپنے گرد و نواح کے دیہات میں جہاں کوئی اخبار نہیں پہنچتا وہاں خود جا کر یا کسی اور آدمی کو بھیج کر وہاں کے احمدیوں کو اس سے بہت جلدی آگاہ کر دیں۔ یہ بھی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی طرف سے ضروری حکم ہے۔

ضروری اطلاع

معلوم ہوا ہے کہ اخبار الفضل مورخہ ۲۳ نومبر میں اس امر کا اعلان ہو جانے کے بعد بھی کہ اس سال سالانہ جلسہ ایسٹر کی تعطیلات میں ملتوی کیا گیا ہے اس قسم کے بعض خطوط کئی احباب کو پہنچے ہیں جن میں لکھا گیا ہے کہ تا حال جلسہ کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ یا یہ کہ دسمبر میں جلسہ ہوگا اور الفضل میں جو اعلان ہوا ہے۔ وہ غلط ہے جن دوستوں کو کوئی ایسا خط پہنچا ہو وہ بہت جلدی اصل خط حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں بھیج دیں سخت تاکید ہے ور اگر خط محفوظ نہ رہا ہو تو خط لکھنے والے کے نام سے حضور ع دیں۔ اور جن احباب کو وہ خط دکھایا یا سنایا گیا ہو ان کی شہادت لکھ دیں ؞

جنازہ غائب پڑھا جاوے۔ سید نذیر حسین صاحب ... سے چودھری شہاب الدین صاحب مرحوم کی دختر جنت بی بی اور اس کے ... جنازہ غائب کی درخواست کرتے ہیں مرحومہ صالحہ اور ...

نور الدین اعظم کپورتھلہ میں

(گذشتہ سے آگے)

میں دیکھتا ہوں کہ میری عمر کا ایک وہ حصہ تہا کہ سلطنت ایسی وسیع نہ تھی اگر ہم لوگوں کو اس وقت لاہور سے کوئی چیز منگوانی ہوتی تو بڑا روپیہ خرچ کرنا پڑتا تہا۔ اور میرے والد چونکہ میری تعلیم کے بہت خواہشمند تہے وہ میرے لئے اکثر چیزیں لاہور سے منگواتے اور بڑے دقتوں سے منگواتے۔ اب ایسا زمانہ ہے کہ ایک مسافر پشاور سے سوار ہو کے اور کلکتہ تک سوتا ہی چلا جاوے میں نے ایک دفعہ چار کارڈ منگوا عدن سیلون۔ چین۔ اور لندن بھجدیئے۔ میں نے سجدہ شکر کیا کہ ایک بادشاہ کے اتحاد سے ہمکو کتنا آرام مل گیا ہے کہ ہم ساری دنیا کی خبر آسانی سے گھر بیٹھے منگوا سکتے ہیں۔ اور گھر بیٹھے بیٹھے ہم کن کن دور دراز کے دوستوں سے ملاقات کر سکتے ہیں حسد اور بخل کا دل۔ مطبع اور کاغذ نے نکال کر پہنکدیا ہے۔ دس ورق کی کتاب کی پہلے کیا قیمت تہی اور اب کیا ہے پہر جس طرح اس سلطنت سے اتحاد کر کے ہم نے فائدہ اٹھایا ہے۔ اس طرح وہ طاقت جس کے ہاتھ میں ہمارے دکھ سکھ۔ موت۔ حیاتی رکھی ہوئی ہے۔ اس پر ایمان لاکر یعنی اس سے اتحاد کر کے انسان کبہی غضب۔ تکبر میں نہ پڑ گیا اور ہزاروں بیماریوں کا خود علاج بن جاوے گا۔ یہی اس جلسہ کے حاضرین اگر ایک امر خصوصًا میں کوشش کریں تو مباحثات کا موقع نہ ملے۔

یہ میرا تجربہ ہے کہ کبہی انسان کسی نیک کام یا نیک خیال میں لگا ہوا ہوتا ہے کہ یک دم اس کا خیال بدی کی طرف راغب ہو جاتا ہے اور کبہی کسی بدی میں مصروف ہوتا ہے کہ فورًا نیک کام کی تحریک ہوتی ہے کبہی دوسرے پر رحم۔ کبہی سلوک اور کبہی محبت کرنے کو تیار ہو جاتا ہے اور کبہی اس میں ریا اور دنیا طلبی آجاتی ایسے خیالات کو ہمارے شریعت کی اصطلاح میں ملائکہ یا شیاطین کی تحریک نام رکھتے ہیں۔

گو یہ اصطلاحی نام ہے مگر ایسا واقع ضرور ہوتا ہے۔ پہر اگر ہم نیکی سے اتفاق کریں۔ جیسے ایک بچہ کو پہلے پتنگ چڑہانے میں تکلیف تو ضرور ہوتی ہے پر جب وہ دور چلا جاوے تو وہ خود بخود چڑہتا ہے اسی طرح جب انسان نیکی میں قدم بڑہاتا ہے تو پہلے ذرا تکلیف معلوم ہوتی ہے بعد میں خود بخود اس سے نیکی سرزد ہوتی چلی جاتی ہے۔ اور اس میں پہر اس کو کسی قسم کی تکلیف نہ مانی نہ جانی۔ محسوس ہوتی ہے ساتھ ہی یہ خیال آتا کہ۔ کنوئیں کی بہرکی کو اگر حقیقت کی نگاہ سے دیکھیں تو عجیب سبق ملتا ہے۔ وہ یہ کہ جب اس کے ذریعہ ڈول کو کنوئیں میں گرانا چاہتے ہیں تو جوں جوں ڈول بعید ہوتا جاتا توں توں بہرکی کی گرانیکی طاقت بڑہتی جاتی ہے۔ پہر جب انسان گرنے لگتا ہے تو گرنے میں بھی گرانیوالی طاقت جلدی جلدی ترقی کرتی ہے۔ پہلے پہل۔ کچھ گناہ کا شرم۔ کچھ دوستوں کا لحاظ۔ کچھ مربیوں سے حجاب ہوتی ہی ہے مگر پہر آہستہ آہستہ سب سے بڑہ جاتا ہے۔ پہر جب ہمارے دل میں نیک خیال آویں تو ہم ان کے بڑہانے کی کوشش کریں تاکہ ہم سکھ ہو بچانے کی کوشش کریں۔ مگر جب بدی کے خیال آویں تو ان کو ردکیں ورنہ اس میں ترقی ہو کر دکھ اٹھانا پڑیگا۔

پہر مذہب میں پاک کتابیں بہی ہوتی ہیں۔ ان میں دنیا کی بہتری بہی ہوتی۔ مگر ان میں ایک حصہ ایسا بہی ہوتا ہے کہ جو بحث طلب ہوتا ہے۔ پہر کیا بابرکت ہے وہ ملک وہ قوم۔ وہ گہر جس نے اپنی کتاب کی نیکی باتوں میں جن میں اتحاد تہا۔ اتفاق کیا۔ توریت۔ انجیل وید پہان مہابھارت۔ قرآن کریم۔ میں نیکی کی باتوں میں تو اتفاق تہا۔ اس سے اگر لوگ نیکی کی باتوں میں اتفاق کرتے اور اختلاف کے لئے بارے اللہ کو جاننے والا دعائیں کرتا۔ کیونکہ ہم اپنی بہلائی میں تو کوشاں ہیں۔ مگر بعض باتیں جن میں ہمارا اختلاف تہا۔ ہم لوگوں نے اس اختلاف کو آگے رکھ لیا۔ اور اتحاد کو چھوڑ دیا۔ اس لئے اختلاف بڑہ گیا۔

ایک دفعہ ایک عالم صاحب مرزا صاحب کے متعلق مباحثہ کرنے آگئے۔ میں نے کہا آپ تو مولوی ہیں اور تنہائی میں بحث چاہتے

ہیں گویا آپ ہارنا نہیں چاہتے۔ مگر بدقسمتی سے آپ نے ضرب کا صفر پڑھا ہے۔ گویا آپ مارنیوالے نہ مار کھانے والے۔ پھر آپ کیا فائدہ اٹھا دینگے کیوں۔ اس کی دو وجہیں۔ اگر آپ جیت جائیں تو اور اگر ہار جائیں تو۔ گواہ کون ہوگا اسی لئے تو آپ تنہائی چاہتے ہیں اصل میں آپ کا دل مانتا ہی نہیں کہ ایک انسان دنیا کا مصلح ہو سکتا ہے۔ پھر اس کی عمدہ راہ یہ ہے کہ ہر قسم کی بدی دل سے دور کر کے خدا کے حضور دعا کرو کہ مولا کریم مجھے اس امور میں بہت شبہات ہیں پھر تو میری راہ نمائی کر اور ہدایت کر۔ پھر مضطر انسان کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے خود گداند ہو۔ نہ گدا ہو۔ پس خدا تعالیٰ خود تمہارے راہ نمائی کریگا جواب دیا کہ نہیں اس سے کچھ نہیں بنتا۔ میں نے کہا پھر مجھ سے بھی کچھ نہیں بنتا۔ مجھے یہ یقین تھا کہ اگر یہ شخص اس طرح دعا کریگا تو ضرور فائدہ اٹھادیگا۔ مگر خلاف نکلا۔ کیا حرج تھا کہ وہ ایک دفعہ بھی دعا کر دیتا۔ اور میں سمجھتا کہ مجھے بھی بادقعت سمجھا مگر کچھ دنوں کے بعد میں نے اس کی ایک کتاب دیکھی اس میں لکھا تھا کہ مرزا کے متبع ایسے بودے ہیں کہ میں نے نورالدین سے سوال کیا تو مجھے دعا کی غلط راہ دکھائی پھر کسی کی تسلی کر دینا۔ یا تسلی کر دینیکا وعدہ کرنا یہ بدوں فضل الٰہی حاصل نہیں ہوسکتا اس لئے ہر قسم کے بغض۔ کینہ۔ عداوت کو چھوڑ کر ایسی بات اختیار کرے جس سے خود بھی اور دنیا کو بھی سکھ میں رکھ سکے۔

میں نے اپنے پیر سے ایک دفعہ عرض کیا کہ کوئی ایسا نسخہ بتلاؤ کہ دنیا میں ہمیشہ خوش رہوں۔ کہا آسان ہے۔ مگر لوگ علم نہیں رکھتے اور عمل نہیں کرتے۔ میں نے کہا کیا۔ جواب دیا کہ خدا نہ بنو اور رسول نہ بنو۔ میں نے کہا اس کا کیا مطلب کہا۔ تم خدا کسکو کہتے ہو۔ میں نے کہا وہ ایک ایسے زبردست طاقت ہے کہ جو چاہے سو کرے کسی کی مجال نہیں کہ نافرمانی کرے۔ پھر کہا کہ سے

چاہا ہمنے مگر نہ چاہا تو نے ٭ چاہا تیرا ہوا ہمارا نہ ہوا

مجھے یہ بات نہایت پسند آئی کہ ناکام انسان بھی کبھی ناراض نہ ہو۔ کیونکہ ہم خدا تو نہیں کہ ہمارا ہر چاہا پورا ہو جاوے اگر اس کا کام پورا نہیں ہوتا تو نفس کو ملامت کرے کہ تو کوئی خدا ہے جو تیرا چاہا ہو کرے پھر فرمایا۔ رسول کس کو کہتے ہو۔ عرض کیا کہ وہ خدا کی طرف سے آتے اور جو کچھ لاتے وہ حق اور سچ ہوتا۔ اور اگر لوگ اس پر عمل نہ کرتے تو گھبراتے کہ جو کچھ ہم لائے ہیں لوگ اس کو ضرور مان لیں۔ فرمایا۔ پس تو اگر کسی حکم کی اتباع کرانے میں ناکام رہے تو سمجھنا کہ تیرا رسول کا عہدہ تو نہیں کہ تیرا ہر کہا مان لیا جاوے پھر تو یاد رکھ کہ اگر تیری سچائی کو بھی کوئی چھوڑتا ہے تو تو مامور نہیں یہی راحت بخش زندگی ہے۔

ایک تقدیر کا مسئلہ ہے جس پر اتفاق ہونا چاہیئے یہ بھی ملک کی بدقسمتی ہے کہ پاک اور سچے معنوں کا انکار کریں۔ تقدیر کے معنے ہیں اندازہ۔ آواز۔ علم جنبہ وغیرہ ہر چیز کی ایک حد ہوتی ہے جس کو عربی میں تقدیر کہتے ہیں خلق کل شیئ فقدرہ تقدیرا۔ پس یہ سب چیزیں اندازہ کے ساتھ ہیں۔ بدقسمت انسان ہے وہ جو اس بات کو نہیں سمجھتا۔ کہ بدی کا نتیجہ بد نہ ملیگا۔ بلکہ اچھا ملیگا۔ گندم از گندم بروید جو ز جو کیا عمدہ اور پاک ترجمہ ہے تقدیر کا۔ بدی سے نیکی کی امید جھوٹ۔ جھوٹ۔ فریب دھوکہ وغیرہ سے اگر کوئی یقین کرے کہ میں کامیاب ہوا تو وہ بالکل جھوٹا ہے۔ نہیں سمجھتا کہ گندم از گندم بروید جو ز جو۔ پنجابی کی ضرب مثل ہے کہ جو کوئی آگ کھائیگا انگار ہگیگا۔

بہلول۔ ہارون رشید کے بھائی تھے۔ مگر امور سلطنت میں مل نہ ہوتے تھے۔ ایک دفعہ ہارون رشید نے انکو کہا کہ آپ ایک بھلا کام کریں۔ بازار کی خبر لیا کرو۔ کہا بہتر۔ ایک دفعہ کروڑوں کے تاجر کی دوکان پر گئے اور پوچھا کیا حال ہے۔ کہا پیسہ روپیہ منافع لیتے ہیں بچہ آوے نادان آوے بوڑھا آوے جوان آوے اس سے زیادہ نہیں لیتے کبھی کوئی نقصان نہیں ہوا۔ لاکھوں کا مال بکتا ہے۔ نقد خرید فروخت ہے۔ سینکڑوں کا منافع ہے۔ دوسری ایک دوکان پر گئے جہاں ہزاروں کی دوکان تھی۔ سوایا منافع لیتے اس میں کچھ

قرض بھی بتلایا گیا۔ کہا بعض آسانی پر بھی جاتی ہے بقدر ضرورت گذارہ ہوتا ہے۔ پھر ایک گلی کے چوددکان پر گئے۔ پوچھا سناؤ کہا اندھا راجہ بیداد نگری۔ چار گنہ آٹھ گنہ۔ بیس گنہ بھی کر لیتے ہیں مگر قدرت خدا کی اگر دن کلے ہے تو رات کا نہیں اور اگر رات کا ہے تو دن کا نہیں۔ برا حال ہے۔

یہ سیر کر کے بہلول ہاروں کے پاس گئے کہا ضرور عقاید اور زبان بھی اثر کرتے پر اعمال بھی اپنا پھل دے رہے ہیں میرے اور تمہارے نگرانی کے سوائے یہی لوگ اپنے اپنے اعمال کی جزا سزا پا رہے ہیں۔ ہاں اندھے انسان کی نظر اس پر نہیں پڑتی۔ پس میرے خیال میں تقدیر پر ضرور ایمان ہو۔

پھر تدبیر ہوتی۔ جو تقدیر کے پیچھے چلتی ہے پھر جو تدبیر تقدیر کے خلاف ہو وہ کبھی کارگر نہیں ہوتی مگر یہ بات ضرور مد نظر رہے کہ جس کام کو یہ کہہ کر علی رؤس الاشیاء نہیں کر سکتا اس میں ضرور کچھ کپٹ ہے۔ پھر جو بات دوسروں کی طرف سے ہم اپنے لئے پسند نہیں کرتے۔ چاہیئے کہ وہ ہم دوسروں کے لئے بھی ناپسند رکھیں۔ میرے دانست میں ان اتفاقات میں کوشش کرنا ہی اس آیت میں ہے۔ لن یدخل الجنۃ الا من کان ہوداً او نصاریٰ یہود کہتے ہیں ہم خدا کے مقرب ہیں۔ عیسائی کہتے ہم مقرب ہیں کیونکہ مسیح کفارہ ہو گیا۔ میں کہتا ہوں کہ آتشک کس کو ہوتا ہے تم کو یا مسیح کو۔ ہر انسان صرف دعوے سے کامیاب نہیں ہو سکتا اسلام کے معنے ہیں سلامتی۔ آشتی۔ عمدہ نمونہ مگر ایک شخص زانی فاسق۔ فاجر۔ معاشرت اور تمدن میں برا نمونہ ہے وہ ان لفظوں سے بچ نہیں سکتا۔ کیوں؟ اس لئے کہ۔ بلیٰ من اسلم وجہہ للہ وہو محسن۔ پھر یہی شخص فائدہ اٹھائیگا۔

نماز کا وقت آ گیا ہے۔ اور شاید میری تقریر میں آپ لوگوں کی دلچسپی ہی پیدا نہ ہوئی ہو۔ اس لئے میں اسکو ختم کرتا ہوں اور یہ کہکر ختم کرتا ہوں کہ باوجود اختلاف اغذیہ۔ اشربہ۔ صور۔ مکان بوشہر کے پھر بھی وحدت کی روح اگر تم میں لگی رہے۔ تو آرام اور سکھ پاؤ گے تمہارے کام عمدہ طور پورے ہونگے۔ کیا پہلے ہیں وہ جو اختلاف میں اختلاف رکھتے اور اتفاق میں اتفاق۔ ایسا ملک۔ ایسا گھر ایسا شہر امن سے رہتا ہے۔ لو میں سب سے رخصت ہوتا ہوں۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

گناہ پر لیکچر

حضرت مولینا مولوی عبد الکریم رضی اللہ عنہ کی ملفوظات

حضرت مخدوم الملۃ مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ سلسلہ احمدیہ کے ان مشاہیر صحابہ میں سے ہیں جو سلسلہ کیلئے عظیم الشان قربانیاں کر کے گزرے ہیں اللہ تعالیٰ انکے حق میں جو حضرت مسیح موعود ع پر نازل ہوئی حضرت مخدوم الملۃ کا نام مسلمانوں کا لیڈر رکھا حضرت مسیح موعود نے آپ کی وفات پر ایک نظم لکھی جو ان کی لوح مزار پہ ہے جس میں فرمایا۔ کے تواں کردن شمار خوبیٔ عبد الکریم۔ ۱۵ ر جون ۱۸۸۹ء کو بعیت کے پہلے سال میں گناہ پر فلسفیانہ لیکچر دیا تھا جس میں گناہ کی حقیقت۔ توبہ کا فلسفہ۔ کفارہ اور تناسخ کا ابطال لطیف طور پر کیا ہے یہ لیکچر نایاب ہو گیا تھا (میں نے جو حضرت ممدوح کے ادنیٰ خادموں میں سے ایک ہوں) بڑی محنت سے مہیا کر کے نہایت عمدہ کاغذ پر چھپوایا ہے۔ حضرت مخدوم الملۃ سے محبت رکھنے والے احباب سے میرا خطاب ہے کہ وہ اس لیکچر کی کم از کم دس جلدیں خریدیں اور اپنے احباب کو مخدوم الملۃ کی ایک نشانی سمجھ کر ہدیۃً دیں۔ اسکے بعد یا اسی لیکچر کی آمد سے مولوی صاحب ممدوح کا دوسرا لیکچر ہے پر جو پہلے شائع نہیں ہوا۔ شائع کیا جائیگا اور اس پر ارادہ ہے کہ مخدوم الملۃ کے ملفوظات شائع کئے جائیں ایک جلد کی قیمت ۴ر ہے چار جلدوں سے کم باہر روانہ نہ ہوگا۔ چٹ دفتر اخبار الحکم قادیان

این ماتم سخت است کہ گویند جوان مرد

۲۱ دسمبر ۱۹۱۸ء کا دن میرے اور میرے خاندان کے لئے خداتعالیٰ کی عظمت و جلال کے سامنے سر جھکا دینے اور دنیا کی بے ثباتی کا ایک دوسرا سبق دینے والا تھا کیونکہ ۲ بجے بعد دوپہر عزیز مکرم اخویم مولوی غلام غوث اسلم (مولوی عالم) میرا حقیقی بھائی اپنے حقیقی مولا کے حضور بلایا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور قبل مغرب مقبرہ بہشتی کی پاک اور برکات کی زمین میں اسے سپرد خاک کر دیا گیا۔

مرحوم کی جوانمرگی اس کی قابلیت۔ سعادت و رشد خدمت دین کے لئے جوش اور امنگ ایسے امور ہیں جو میرے دلپر ایک گہرا اثر پیدا کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

عزیز **مولوی غلام غوث** ایک ہونہار نوجوان تھا امسال مولوی **فاضل** کے امتحان میں جا رہا تھا اور اس کا آئندہ پروگرام انگریزی اور سنسکرت زبانوں کی تحصیل تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ کی مشیت اسے مزید موقع دینا نہ چاہتی تھی۔ مرحوم اس مہینے کی شروع ہی میں بخار سے بیمار ہوا مگر اس نے اس کا چنداں احساس نہ کیا اور اپنی تعلیم کے سلسلہ میں ایک دن کے لئے بھی ناغہ کرنا پسند [illegible] باقاعدہ سکول میں جاتے دیکھتا اور اپنی زندگی کے معمولی مشاغل میں ہر روز اسی طرح مشغول پاتا اس طرف توجہ بھی نہ کر سکا لیکن ایک دن اس کی غیر معمولی گھبراہٹ نے مجھے اور میرے خاندان کو آگاہ کیا کہ وہ بیمار ہے جس پر علاج کی طرف توجہ کی گئی اور خدا کا شکر ہے کہ ہر قسم کی آسانیاں اور سہولتیں اس کے علاج کے لئے میسر آگئیں۔ قادیان کے تمام اطباء نے اور مکرم ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب نے پوری توجہ کی میرے دیرینہ مخلص اور ہمدرد [illegible] مفتی [illegible] صاحب نے باوجودیکہ وہ اپنے بیمار [illegible] بچے محمود [illegible] لئے [illegible]

کی وفات سے بہت مضمحل ہو رہے تھے۔ اور خود بھی بیمار تھے مولوی غلام غوث صاحب کے علاج میں اپنے اوقات کو پورے طور پر لگا دیا۔ قادیان کے علماء اور بزرگوں کو بھی اس نوجوان کی طرف خاص توجہ تھی اور سب سے بڑھ کر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی توجہ میرے اور میرے خاندان کے لئے تسکین دہ تھی۔ حضرت نے خود بھی اس کے لئے نہ صرف دعا فرمائی بلکہ دوا بھی دی جس نے مرحوم کے دل پر ایک گہرا اثر محبت و اخلاص میں ترقی کرنے کا کیا وہ بار بار کہتا۔ کہ

بھائی جی میرا ایمان بہت ترقی کر گیا ہے

حضرت صاحب کو میرا اتنا بڑا خیال ہے کہ خود دوا دی

الحمد للہ الحمد للہ۔

خدا کی حمد کرتا اور حضرت خلیفۃ المسیح کے لئے محبت اور اخلاص کا ایک دریا اس وقت اس کے اندر جوش زن تھا مگر

تقدیر کے نوشتہ مٹ نہیں سکتے

موت کا کوئی علاج ہمارے ہاتھ نہ تھا۔ مرحوم نے نہایت اطمینان اور سکون کے ساتھ جان دی آخری وقت تک وہ خداتعالیٰ کے ساتھ وفا کے رنگ میں رنگین تھا۔ مرحوم کے اوصاف اور خوبیوں کے زیادہ وسعت سے بیان کرنے کی مجھے فرصت نہیں۔ وہ زندہ رہتا تو خداتعالیٰ کے فضل سے یقین تھا کہ سلسلہ کا ایک ممتاز خادم ہوتا

بیماری انسان کے ایمان اور اخلاق کے پرکھنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ میں نے نہایت غور سے اس کا مطالعہ کیا کہ اسکی زندگی خصوصیت سے ان ایام میں دعائیں گذری اور خداتعالیٰ کی حمد اس کی زبان پر تھی۔ ایک دن میں نے کہا کہ

غلام غوث تم خداتعالیٰ سے ایک عہد کرو کہ وہ تمہیں **اس بیماری سے نجات دے اور شفا بخشے تو اپنی زندگی** خدمت دین کے لئے وقف کرو۔

چونکہ اس کو ثقل سماعت اس بخار کی شدت کیوجہ سے ہو چکا تھا اور صحت اور تندرستی کے ایام میں ایک مرتبہ میں نے اس کو حفظ قرآن کی طرف توجہ دلائی تھی۔ وہ میرا مفہوم یہی سمجھا کہ میں اس کو حفظ قرآن کی یاد دہانی کر رہا ہوں کہنے لگا؟ بھائی جی! میں صحت پاکر قرآن مجید حفظ کرونگا اور ڈیڑھ پارہ میں یاد کر چکا ہوں میں نے آج تک اس لئے نہیں کہا کہ میرا ارادہ تھا کہ میں پورا یاد کرکے آپ کو بتاؤنگا۔

اس پر میں نے پھر اس کو مندرجہ بالا عہد کی طرف توجہ دلائی تو چند منٹ تامل کرکے جو دراصل اس عہد کو خدا کے حضور پیش کرنے کا وقفہ تھا! مجھے کہا کہ

آپ گواہ رہیں میں نے خدا تعالیٰ کے حضور یہ عہد کرلیا ہے کہ مجھکو شفا دے تو باقی زندگی خدمت دین کے لئے وقف کرتا ہوں،، تمام بیماری میں اس کی دعا یہ تھی۔ اللھم الحقنی بالصالحین اور کثرت سے پڑھتا تھا اللہ لا الہ الا ہو الحی القیوم پہلی دعا کے متعلق کہا کہ مجھکو کسی نے کہا ہے کہ حضرت صاحب کو الہام ہوا ہے کہ اگر کسی کو بخار ہو جاوے تو وہ یہ دعا پڑھے تو بخار اتر جاتا ہے اور دوسرے کے متعلق کہا کہ کوئی کہہ گیا ہے کہ کثرت سے پڑھو۔

غرض نہایت صبر اور شکر کے ساتھ وہ اس بیماری میں اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہا اور اسی سکون میں جان دی۔

فطرتاً انسان ماں باپ سے مانوس ہوتا ہے آخری تین چار دنوں میں یہ جذبہ بھی غالب آیا کہ حضرت والد صاحب قبلہ کے پاس جاؤں اور والدہ اور بھائی سے ملوں اس کے لئے بعض اوقات اٹھ کھڑا ہوتا کہ ابھی جاتا ہوں۔

ایک دن میں نے معقولیت سے پوچھا کہ غلام غوث یہ بتاؤ اس وقت مکہ اور مدینہ کے بعد کس مقام کو تم منزل برکات اور محترم سمجھتے ہو کہنے لگا کہ اس کا جواب آسان ہے حضرت صاحب نے فیصلہ کر دیا ہے۔

زمین قادیان اب محترم ہے

یہ ایسا مقام ہے کہ جہاں شعائر اللہ ہیں دعا کے لئے تحریک ہوتی ہے۔ صلحا کی جماعت رہتی ہے پھر میں نے کہا کہ پھر دوسری جگہ کے لئے کیوں بیقرار ہو۔

کہنے لگا اس کا جواب بہت آسان ہے مجھے اعتراف ہے کہ یہ میرے نفس کی کمزوری ہے

غرض مرحوم ہر طرح سے ایک سعادت مند اور ہونہار نوجوان تھا۔ شیعہ مذہب کی حقیقت کے انکشاف کا بڑا جوش اس کے دل میں تھا۔ اس باطل کو کھولنے کے لئے ہمیشہ طیار رہتا تھا۔ اخبار فاروق میں اس کے مضامین نکلتے تھے بصرے جرائد اور مکہ کے اخبار قبلہ میں ایک سلسلہ مضامین عربی میں لکھنے کا عزم کر چکا تھا۔ مگر زندگی نے مہلت نہ دی۔

مرحوم کے واقعہ انتقال نے مجھ پر میرے خاندان پر غیر معمولی اثر ڈالا ہے اور خصوصاً حضرت والد صاحب قبلہ کو اس پیرانہ سالی میں جبکہ وہ ستر سال سے متجاوز ہیں بہت بڑا صدمہ پہنچا ہے مگر الحمد للہ وہ خدا کی رضا پر راضی ہیں اگرچہ انکا اضطراب اور بیکلی دیکھنے والے کو بھی بیکل کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔

مرحوم کی صحت کے لئے میرے معزز ہم عصر الفضل نے آج کی اشاعت میں دعا کی تحریک کی تھی اور ابھی وہ پرچہ احباب تک نہ پہونچا ہوگا کہ مرحوم نے اس دنیا کو چھوڑ دیا۔ اور زبان حال سے جنازہ غائب کی درخواست کر دی اس لئے میں اپنے تمام احباب سے التماس کرتا ہوں کہ وہ عزیز مکرم مولوی غلام غوث کے لئے جنازہ غائب پڑھیں۔ اور اس کے رفع مدارج کے لئے بہت دعا فرمائیں۔ آخر میں یہ کہکر ختم کرتا ہوں ؏ این ماتم سخت است کہ گویند جوان مرد۔

قصیدہ اظہار مسرت بر فتح برطانیہ

یہ وہ نظم ہے جو خاکسار نے قادیان دارالامان کے جشن فتح کی تقریب پر منعقد ہونے والے جلسۂ تقسیم انعامات کے موقعہ پر مورخہ ۲۹ نومبر ۱۹۱۸ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح کی موجودگی میں مسجد نور کے وسیع صحن میں پڑھی تھی۔ اب احباب کے ملاحظہ کے لئے الحکم میں دیتا ہوں۔ اگر پسند ہو تو دعاؤں سے یاد فرمائیے اگر ناپسند ہو تو بھی دعاؤں کا محتاج ہوں۔ والسلام خاکسار مہر محمد خان شہاب احمدی مالیر کوٹلوی اسسٹنٹ ایڈیٹر اخبار الفضل قادیان دارالامان

ایک عالم تھا بلا میں مبتلا — جنگ یورپ تھی کہ تھا قہر خدا

وہ ستم برپا تھا پشت ارض پر — جو فلک نے بھی کبھی دیکھا نہ تھا

"کشتیاں چلتی" تھیں "نا ہوں کشتیاں" — سرخ نہریں بہہ رہی تھیں جا بجا

بندھ رہا تھا آگ کی بارش کا تار — آسمان بھی جنگ سے خالی نہ تھا

کچھ عجب اندھیر تھا زیر فلک — تھا غضب نظارۂ تا فی السما

گولیاں تھیں یا غضب کی بجلیاں — توپ کے گولے تھے یا قہر خدا

پڑ گئے جن سے پہاڑوں میں بھی غار — قلعۂ افلاک بھی تھرا اٹھا

چونک چونک اٹھتے تھے بچے بار بار — ذکر کیا پیر و جوان کے خوف کا

ہو گئے تھے کیسے خواب و خور حرام — پڑ گیا تھا تہلکہ کتنا بڑا

دل سے اطمینان آنکھوں سے خواب — مثل عنقا ہو گئے تھے بے پتا

مدتوں سے زلزلے میں تھی زمین — اٹھ رہی تھی توبہ توبہ کی صدا

"ہوتا موتی نگ" رہی ہر طرف — ہر طرف تھا شور فریاد و بکا

اس کا پورا ہو رہا تھا حرف حرف — حضرت احمدؑ کا جو ارشاد تھا

قیصر جرمن کہ جس کے خوف سے — بید کے مانند تھا ہر من چلا

اس کی صورت تھی بلا کی رعبناک — اس کی باتوں میں غضب کا سحر تھا

سارے عالم میں نہ تھا اس کی طرح — دشمن امن [illegible] صلح و وفا

تھی بلا کو قہر آلودہ نظر — فتنۂ چنگیز اس کی ہر ادا

اس کی کرتوتوں سے نالاں تھا جہاں — اس کے چلن تھے غضب کے غم فزا

اس کو کہنا چاہیئے اک دیو جنگ — اس کو کہنا چاہیئے پیک فنا

پھر بربادی آزادی د امن — اپنی وحشی قوم لیکر وہ بڑھا

ہر طرف ظالم نے ہلچل ڈالدی — رخ کیا جس شہر کا غارت ہوا

حد سے جب بڑھنے لگی شوریدگی — شیر برٹن گوشمالی کو چلا

کچھ دنوں باہم صف آرائی ہوئی — جس سے لاکھوں کا صفایا ہو گیا

رفتہ رفتہ جرمنی افواج میں — الحفیظ والامان کا شور اٹھا

جنگ کی طاقت نہ جرمن میں رہی — پٹڑایا تھا جو وہ منہ کے بل گرا

جب نہ قیصر کو ملی راہ فرار — حیلہ جو منہ دیکھتا ہی رہ گیا

بس یہی سوجھی کہ چھوڑا تخت و تاج — کوئی چارہ ہی نہ تھا اس کے سوا

ابلہ ابلہ تھا جو سرتا پا غرور — اس کو آخر سر جھکانا ہی پڑا

آسمان سے بجلیاں اس پر گریں — قصر قیصر گر کے تہ و بالا کیا

ہو گئی اب ختم وہ جنگ عظیم — ہر طرح عالم میں جس کا شور تھا

للہ الحمد اب ہوا اس کا ظہور — حضرت احمدؑ نے کی تھی جو دعا

دشمن برٹن نے پائی ہے شکست — دوستوں کا بول بالا ہو گیا

قیصر جرمن ہوا ہے سرنگوں — جارج کے سر فتح کا سہرا بندھا

آج ہیں بشاش سب خورد و کلاں — آج ہے مسرور ہر چھوٹا بڑا

احمدی ہیں سب سے بڑھ کر شاد شاد — کر رہے ہیں دم بدم شکر خدا

منعقد ہے جلسۂ فتح و ظفر — ہے شہاب احمدی نغمہ سرا

اے خدا اے خالق کون و مکاں — اے خدا اے بادشاہ دوسرا

یہ دعا ہے اب بصد عجز و نیاز — جلد پورا کر دے میرا مدعا

خاتمہ ہو قحط کا بھی مثل جنگ — اور ہوں مفقود طاعون و وبا

دور ہو جائے جہاں سے اضطراب — ہر طرف ہو دور دورا امن کا۔